(S_1996_8_687_694)

سپریم کورٹ رپورٹس (1996) SUPP. 8 ایس سی آر

آر۔ تھیرو ویر کولم

بنام

پریزائیڈنگ آفیسر اور دیگر

18 نومبر 1996

(جے۔ ایس۔ ورما اور بی۔ این۔ کرپال، جسٹسز)

مزدوری قانون:

صنعتی تنازعات ایکٹ، 1947:

برطرفی ۔ناقص گھریلو انکوائری ۔آرڈر پر عمل درآمد کی تاریخ ۔گھریلو انکوائری کے بعد ملازم کو بدسلوکی کے ثبوت پر برطرف کیا گیا۔ لیبر کورٹ نے گھریلو انکوائری کو ناقص پایا لیکن آجر کی طرف سے پیش کردہ ثبوتوں کی بنیاد پر اس نے بدسلوکی کو مناسب طور پر ثابت اور سزا کا جواز قرار دیا۔ زیر سماعت اپیل پر، منعقد: ایسی صورت میں، برطرفی کے حکم کی تاریخ سے برخاستگی کا حکم نہ کہ لیبر کورٹ کے فیصلے کی تاریخ سے۔

درخواست گزار مدعا علیہ آئی نمبر 2 میں ٹیکنیشن کے طور پر ملازم تھا اور بدسلوکی کے ثبوت پر گھریلو انکوائری کے بعد اسے ملازمت سے برخاست کر دیا گیا تھا۔ درخواست گزار نے اپنی برطرفی کو لیبر کورٹ میں چیلنج کیا۔ لیبر کورٹ نے گھریلو انکوائری کو ناقص پایا اور انتظامیہ کو بدانتظامی ثابت کرنے کی اجازت دے دی۔ لیبر کورٹ کے سامنے پیش کیے گئے ثبوتوں کی بنیاد پر یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ عائد کی گئی سزا جائز تھی کیونکہ بدسلوکی کو صحیح طریقے سے ثابت کیا گیا تھا۔ درخواست گزار نے عدالت عالیہ میں رٹ پٹیشن دائر کی جسے خارج کر دیا گیا۔ ناراض ہونے کی وجہ سے اپیل کنندہ نے موجودہ اپیل کو ترجیح دی۔

اس عدالت کے سامنے سوال یہ تھا کہ کیا برطرفی کا اطلاق لیبر کورٹ کے حکم کی تاریخ سے ہوگا یا اس کا تعلق آجر کی جانب سے جاری برطرفی کے حکم کی تاریخ سے ہوگا۔

اپیل مسترد کرتے ہوئے اس عدالت نے

منعقد 1.1 :اپیل میں فیصلے کے لیے شامل واحد نکتہ اپیل کنندہ کے خلاف کلیانی میں اس عدالت کے آئینی بینچ کے فیصلے کے ذریعے ختم ہوا ہے اور گجرات اسٹیل میں اس کے برعکس مشاہدات، اس لیے، فی انکوریم ہیں اور پابند نہیں ہیں۔ موجودہ کیس میں سزا کا حکم اس تاریخ سے چلتا ہے جب اسے آجر نے بنایا تھا نہ کہ لیبر کورٹ کے فیصلے کی تاریخ سے۔

[689 عیسوی اور 694 اے بی]

پی۔ ایچ۔ کلیانی بنام میسرز ایئر فرانس، کلکتہ، [1964] 2 ایس سی آر 104۔ ڈی۔ سی۔ رائے بنام پریزائیڈنگ آفیسر، مدھیہ پردیش انڈسٹریل کورٹ، اندور اور دیگران، [1976] 3 ایس سی آر 801 اور رام باہو وینکوجی کھیرگڈے بنام مہاراشٹر روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن، [1995۔ ضمنی 4 ایس سی سی 157۔

گجرات اسٹیل ٹیوبز لمیٹڈ، بنام گجرات اسٹیل ٹیوبز مزدور سبھا، [1980] 2 ایس سی آر 146 اور دیش راج گپتا بنام انڈسٹریل ٹریبونل IV، یو۔ پی۔ لکھنؤ اور دیگر (1990) ضمنی 1 ایس سی آر 411، کا انعقاد کیا گیا۔

ویڈ : "انتظامی قانون" صفحہ 339 تا 344 7 واں ایڈیشن، حوالہ دیا گیا ہے۔

1.2۔ آجر کی طرف سے دی گئی سزا کے حکم پر عمل درآمد کا انحصار لیبر کورٹ کی طرف سے اسے فعال بنانے کے لئے اس کی توثیق پر نہیں ہے۔ جب تک مجاز اتھارٹی کی طرف سے فیصلہ نہیں کیا جاتا، آجر کی طرف سے دی گئی سزا کا حکم مؤثر رہتا ہے۔

[692 عیسوی]

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1993 کی دیوانی اپیل نمبر 54۔

مدراس عدالت عالیہ کے 22.4.91 کے فیصلے اور حکم سے ڈبلیو۔اے۔نمبر 590 آف 1991

درخواست گزار کی طرف سے جتیندر شرما،محترمہ گونت لارا اور پی گور۔

جواب دہندگان کی طرف سے این۔بی۔شیٹی اور امبریش کمار۔

عدالت نے فیصلہ درج ذیل سنایا:

جسٹس جے۔ایس۔ورما : درخواست گزار میسرز مدراس فرٹیلائزر لمیٹڈ میں ٹیکنیشن کے طور پر ملازم تھا۔انہیں 18 نومبر 1981 کو گھریلو انکوائری کے بعد بدسلوکی کے ثبوت پر ملازمت سے برخاست کر دیا گیا تھا۔درخواست گزار نے اپنی برطرفی کو لیبر کورٹ میں چیلنج کیا۔لیبر کورٹ نے گھریلو انکوائری کو ناقص پایا اور انتظامیہ کو اس کے سامنے بدسلوکی ثابت کرنے کی اجازت دی۔لیبر کورٹ کے سامنے پیش کیے گئے ثبوتوں کی بنیاد پر یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ عائد کی گئی سزا جائز تھی کیونکہ بدسلوکی کو صحیح طریقے سے ثابت کیا گیا تھا۔لیبر کورٹ کا حکم 11 دسمبر 1985 کا ہے۔اس کے بعد اپیل گزار نے عدالت عالیہ میں ایک رٹ پٹیشن دائر کی جسے سنگل بنچ نے خارج کر دیا۔عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ نے اپیل گزار کی جانب سے دائر رٹ اپیل کو بھی خارج کر دیا تھا۔لہذا یہ اپیل خصوصی اجازت کے ذریعے کی گئی ہے۔

اس اپیل میں دی گئی اجازت صرف اس سوال تک محدود ہے : کیا برطرفی لیبر کورٹ کے حکم کی تاریخ یعنی 11 دسمبر 1985 سے نافذ العمل ہوگی یا اس کا تعلق آجر کی طرف سے منظور کردہ برطرفی کے حکم کی تاریخ یعنی 18 نومبر 1981 سے ہوگا۔

فیصلے کے لئے شامل واحد نکتہ بظاہر پی۔ایچ۔کلیانی بنام میسرز ایئر فرانس،کلکتہ،[1964] 2 ایس سی آر 104 میں آئینی بنچ کے فیصلے سے ختم ہوتا ہے۔تاہم،ایسا لگتا ہے کہ درخواست گزار کی طرف سے

گجرات اسٹیل ٹیوبز لمیٹڈ بنام گجرات اسٹیل ٹیوبز مزدور سبھا، [1980] 2 ایس سی آر 146 میں کیے گئے کچھ مشاہدات کی بنیاد پر یہ نکتہ اٹھایا گیا ہے، جو اس کے برعکس معلوم ہوتا ہے۔

کلیانی میں فیصلے کا سب سے پہلے حوالہ دیا جا سکتا ہے۔ یہ نکتہ براہ راست دستوری بنچ کے سامنے اٹھایا گیا اور اس طرح کی دلیل کو مسترد کر دیا گیا، جس سے ایک ایسے معاملے کے درمیان فرق پیدا ہو گیا جہاں کوئی گھریلو انکوائری نہیں ہوئی تھی اور دوسرا جس میں انکوائری کسی بھی وجہ سے ناقص ہے اور لیبر کورٹ نے اس نتیجے پر پہنچنے سے پہلے ثبوتوں کا جائزہ لیا کہ برطرفی جائز تھی۔ یہ کہا گیا تھا کہ ایک ایسے معاملے میں جہاں لیبر کورٹ کی جانب سے انکوائری ناقص پائی گئی تھی اور پھر وہ اپنے سامنے پیش کیے گئے شواہد کے جائزے پر اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ برطرفی جائز ہے، آجر کی جانب سے ناقص انکوائری میں کی گئی برطرفی کا حکم اب بھی اس تاریخ سے متعلق ہوگا جب یہ حکم دیا گیا تھا۔ اس فیصلے میں یہ کہا گیا تھا:

"... اگر انکوائری کسی بھی وجہ سے ناقص ہے تو لیبر کورٹ کو اپنے سامنے پیش کیے گئے ثبوتوں پر بھی غور کرنا ہوگا کہ آیا برطرفی جائز تھی یا نہیں۔ تاہم، اس کے سامنے پیش کیے گئے شواہد کے اپنے جائزے کے نتیجے پر پہنچنے کے بعد کہ برطرفی کو جائز قرار دیا گیا تھا، آجر کی جانب سے ناقص انکوائری میں کیے گئے برطرفی کے حکم کی منظوری اب بھی اس تاریخ سے متعلق ہوگی جب یہ حکم جاری کیا گیا تھا... موجودہ کیس میں انکوائری ہوئی ہے جسے ایک لحاظ سے ناقص قرار دیا گیا ہے اور برطرفی کا حکم دیا گیا ہے۔ تاہم مدعا علیہ کو انکوائری میں نقائص کے پیش نظر لیبر کورٹ کے سامنے برطرفی کے حکم کا جواز پیش کرنا تھا۔ یہ ایسا کرنے میں کامیاب رہا ہے اور لہٰذا لیبر کورٹ کی منظوری اس تاریخ سے متعلق ہوگی جس پر مدعا علیہ نے برطرفی کا حکم جاری کیا تھا۔ لہٰذا اپیل گزار کی یہ دلیل کہ اس معاملے میں برطرفی کا اطلاق اس تاریخ سے ہونا چاہیے جس سے لیبر کورٹ کا فیصلہ نافذ العمل ہوا تھا، ناکام ہونا چاہیے۔

(صفحہ 113 اور 114)

ہماری رائے میں کلیانی میں آئینی بینچ کا مستند فیصلہ اس معاملے کو شک سے بالاتر رکھتا ہے۔

اب ہم گجرات اسٹیل کی تین ججوں کی بینچ کے فیصلے کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ جسٹس کرشنا ائیر، نے تین ججوں کی بینچ کی طرف سے بات کرتے ہوئے صفحہ 215 (ایس۔سی۔آر) پر لکھا:

"کلیانی (1963) 1 ایل ایل جے 679 کا حوالہ اس نقطہ نظر کی حمایت میں دیا گیا تھا کہ ایوارڈ کے واپس آجر کے برطرفی کے احکامات کی تاریخ سے تعلق ہے۔ ہم اس بات سے متفق نہیں ہیں کہ کلیانی کا تناسب پیش کردہ تجویز کی توثیق کرتا ہے۔ قانونی طور پر، منظوری تخلیقی نہیں بلکہ تصدیقی ہے اور اسی وجہ سے اس کا تعلق پیچھے سے ہے۔ ایک خالی برطرفی صرف خالی ہے اور اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اگر ٹریبونل پہلی بار بدسلوکی کا ثبوت دینے والا حکم جاری کرتا ہے اور اس طرح انتظامیہ کے حکم کی مردہ شکل میں جان ڈالتا ہے، تو اس سے قبل از وقت پیدائش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کلیانی میں ساسا موسیٰ کا حوالہ اس مقام کو اجاگر کرتا ہے۔ ڈی سی کا مؤخر الذکر کیس۔ رائے بنام. مدھیہ پردیش انڈسٹریل کورٹ، اندور اور دیگر (سپرا) کے پریزائیڈنگ افسر خاص طور پر کلیانی کے معاملے اور ساسا موسیٰ کے معاملے کا حوالہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جہاں انتظامیہ کسی ملازم کو ایک ایسے حکم کے ذریعے بری کر دیتی ہے جو جانچ کی کمی یا قدرتی انصاف کے اصولوں کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی وجہ سے کالعدم ہے، تو رشتہ واپس لینے کے نظریے کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ ایک غیر قانونی حکم، جو بعد میں عدالتی تجدید کے ذریعے وجود میں آتا ہے، اور ایک ایسا حکم، جو کچھ نقائص کا شکار ہو سکتا ہے، لیکن پیدائشی یا باطل نہیں ہے اور قانون میں اس کو بہتر بنانے کے لیے صرف ایک ٹریبونل کی منظوری کی ضرورت ہے، اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

ہم اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ ڈی سی رائے (سپرا) میں بیان کردہ قانون صحیح ہے، لیکن اب جب برطرفی کے احکامات کو خارج کیا جا رہا ہے، تو مسئلہ براہ راست پیش نہیں ہوتا ہے..."

(صفحہ 215)

[زور دیا گیا]

ظاہر ہے، ان مشاہدات میں اختلاف نظر آتا ہے، حالانکہ اس میں کلیانی کا حوالہ دیا گیا ہے۔ مشاہدات کی بنیاد یہ ہے کہ" ایک خالی برطرفی صرف برطرفی ہے اور اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ مشاہدات کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک غیر قانونی حکم اس وقت تک وجود میں نہیں آتا جب تک کہ اس کے بعد عدالتی بحالی کے ذریعے وہ وجود میں نہیں آتا کیونکہ ایک غیر قانونی حکم ابھی تک پیدا نہیں ہوتا ہے۔ کیا یہ مفروضہ فقہی طور پر درست ہے؟

یہ بات اہم ہے کہ کلیانی میں آئینی بینچ کے فیصلے، جس کے ذریعے تین ججوں کی بینچ پابند تھی، کو گجرات اسٹیل میں بھیجا گیا ہے اور یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اس میں اختیار کیے گئے نقطہ نظر میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ بھی اہم ہے کہ ڈی۔ سی۔ رائے بنام پریزائیڈنگ آفیسر، مدھیہ پردیش انڈسٹریل کورٹ، اندور اور دیگران، [1976] 3 ایس سی آر 801 فیصلے سے اتفاق کا اظہار کیا گیا ہے۔ جس میں کرشنا ایر، جے ایک فریق تھے اور جس میں کلیانی کی واضح طور پر پیروی کی گئی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا گجرات اسٹیل میں مذکورہ بالا مشاہدات کلیانی اور ڈی سی رائے سے مطابقت رکھتے ہیں اور اس میں بیان کردہ جغرافیائی بنیاد کے مطابق بھی ہیں۔

کلیانی کا مذکورہ بالا اقتباس جس میں فیصلے کا تناسب شامل ہے، واضح طور پر اشارہ کرتا ہے کہ گجرات اسٹیل میں مذکورہ بالا مشاہدات کلیانی کے مطابق نہیں ہیں۔ کلیانی میں یہ کہا گیا تھا کہ گھریلو جانچ میں پائے جانے والے نقائص کو لیبر کورٹ کے سامنے پیش کیے گئے ثبوتوں کی بنیاد پر بدسلوکی کے ثبوت کے ذریعے کالعدم قرار دیا جاتا ہے تاکہ لیبر کورٹ کے پاس سزا کے حکم کو رد کرنے کی کوئی بنیاد دستیاب نہ رہے۔ لیبر کورٹ کے سامنے سوال یہ ہے کہ کیا سزا کے حکم کو کسی بھی بنیاد پر کالعدم قرار دیا جانا چاہیے اور جب لیبر کورٹ بالآخر اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ اگرچہ انکوائری ناقص تھی، لیکن دی گئی سزا میں جواز پیش کرنے کے لئے مواد موجود ہے، تو وہ سزا کے حکم کو چیلنج کرنے کو مسترد کرتی ہے جو اب بھی کام کر رہا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ سزا کا حکم صرف اس وقت مؤثر ہو جاتا ہے جب اس کی صداقت کو چیلنج کرنے سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ جب تک مجاز عدالت کسی جائز بنیاد پر اسے کالعدم قرار نہیں دیتی، آجر کی طرف سے دی گئی سزا کا حکم کام کرتا رہے گا۔ آجر کی طرف سے دی گئی سزا کے حکم پر عمل درآمد کا انحصار لیبر کورٹ کی طرف سے اسے فعال بنانے کے لئے اس کی توثیق پر نہیں ہے۔ جب

تک مجاز اتھارٹی کی طرف سے فیصلہ نہیں کیا جاتا، آجر کی طرف سے دی گئی سزا کا حکم مؤثر رہتا ہے۔ظاہر ہے کلیانی میں فیصلے کا یہی تناسب ہے۔

ڈی سی رائے کا فیصلہ دو ججوں کی بنچ نے دیا ہے جس میں کرشنا ایر، جے فریق ہیں۔اس میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ لیبر کورٹ کے فیصلے کا تعلق اس تاریخ سے ہے جب آجر کی جانب سے برطرفی کا حکم جاری کیا گیا تھا جب اسے انکوائری میں نقائص نظر آئے تھے لیکن اس کے سامنے پیش کیے گئے ثبوتوں کی بنیاد پر اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ برطرفی جائز تھی۔کلیانی کا ذکر کرنے کے بعد یہ ڈی سی رائے میں درج ذیل طور پر منعقد کیا گیا تھا:

'یہ مشاہدات براہ راست ہمارے سامنے موجود کیس کا احاطہ کرتے ہیں کیونکہ اگرچہ لیبر کورٹ نے اس معاملے میں پایا کہ انکوائری ناقص تھی کیونکہ اس نے قدرتی انصاف کے اصولوں کی خلاف ورزی کی تھی، لیکن اس کے سامنے پیش کیے گئے ثبوتوں پر غور کرنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچی کہ برطرفی جائز تھی۔لہٰذا لیبر کورٹ کے فیصلے کا تعلق اس تاریخ سے ہونا چاہیے جب ڈومیسٹک انکوائری کے خاتمے پر برطرفی کا حکم جاری کیا گیا تھا۔

(صفحہ 805)

اب ہم اس فقہی اصول کا حوالہ دے سکتے ہیں جس پر گجرات اسٹیل میں مذکورہ بالا مشاہدات مبنی نظر آتے ہیں۔ایڈمنسٹریٹو لاء کے ساتویں ایڈیشن کے صفحہ نمبر 339 سے 344 تک اس موضوع پر بہت مفید بحث کی گئی ہے۔ویڈ میں بحث کا خلاصہ درج ذیل ہے:

"..یہاں بھی ایک منطقی مشکل ہے، کیونکہ جب تک عدالت کا حکم حاصل نہیں ہوتا، فہرست کی منسوخی کو ثابت کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔اس کے جواز کا ایک مفروضہ ہے، اور جب تک عدالت اسے کالعدم قرار نہیں دیتی تب تک اس پر عمل کرنا پڑے گا۔تاہم اس لحاظ سے ہر غیر قانونی انتظامی عمل محض کالعدم ہے۔لیکن یہ اس حقیقت سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ زیادہ تر حالات

میں غیر قانونی کارروائی کی مزاحمت کا واحد طریقہ قانون کا سہارا لینا ہے۔ایک مشہور اقتباس میں لارڈ ریڈ ولیف نے کہا ہے:

انہوں نے کہا،'ایک حکم، بھلے ہی نیک نیتی سے نہ کیا گیا ہو، پھر بھی ایک ایسا عمل ہے جو قانونی نتائج حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔اس کے ماتھے پر باطل کا کوئی نشان نہیں ہے۔جب تک غیر قانونی ہونے کی وجوہات کا تعین کرنے اور اسے منسوخ کرنے یا بصورت دیگر پریشان کرنے کے لئے قانون میں ضروری کارروائی نہیں کی جاتی ہے، یہ اپنے ظاہری مقصد کے لئے اتنا ہی موثر رہے گا جتنا کہ سب سے زیادہ بے داغ احکامات۔"

(صفحہ 341اور342)

لہٰذا 'خلا' کسی بھی معنوں میں بے معنی ہے۔اس کا مطلب متعلقہ ہے، جو کسی خاص صورتحال میں راحت دینے کے لئے عدالت کی آمادگی پر منحصر ہے۔اگر قانونی اضافیت کے اس اصول کو ذہن میں رکھا جائے تو 'کالعدم یا غیر قانونی' کے بارے میں الجھن سے بچا جاسکتا ہے۔

(صفحہ 343اور344)

(زور دیا گیا ہے)

بڑے احترام کے ساتھ ہمیں یہ کہنا چاہیے کہ گجرات اسٹیل کے صفحہ نمبر 215 پر مذکورہ بالا مشاہدات کلیانی کے اس فیصلے سے مطابقت نہیں رکھتے جو پابند تھا یا ڈی سی رائے کے ساتھ جس میں فاضل جج کرشنا ایر، جے فریق تھے۔یہ ویڈ میں زیر بحث بنیادی فقہی اصول سے بھی میل نہیں کھاتا۔ان وجوہات کی بناء پر ہم کلیانی میں دستوری بنچ کے فیصلے پر عمل کرنے کے پابند ہیں جو اس نکتے پر پابند اتھارٹی ہے۔

اب ہم اس عدالت کے بعد کے فیصلوں کا حوالہ دے سکتے ہیں جس میں دیش راج گپتا بنام انڈسٹریل ٹریبونل IV، یوپی لکھنؤ اور دیگر، [1990] ضمنی 1 ایس سی آر 411، اور رام باہو وینکو جی کھیرگڈے بنام مہاراشٹر روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن، [1995] ضمنی 4 ایس سی سی 157 شامل ہیں۔رام باہو میں کلیانی اور ڈی سی رائے کے بعد دو ججوں کی بنچ نے اسی طرح کا موقف اختیار کیا کہ برطرفی کا حکم اس تاریخ سے نافذ ہوتا

ہے جس دن یہ اصل میں منظور کیا گیا تھا نہ کہ لیبر کورٹ کے فیصلے کی تاریخ سے جب لیبر کورٹ گھریلو جانچ کو ناقص قرار دینے کے بعد اس کے سامنے پیش کیے گئے ثبوتوں پر اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ دی گئی سزا جائز تھی۔ تاہم، دیش راج گپتا میں گجرات اسٹیل کے مشاہدات پر کلیانی یا ڈی سی رائے کا کوئی حوالہ دیے بغیر ایک مختلف نقطہ نظر اختیار کرنے کے لئے بھروسہ کیا گیا تھا، جسے نظر انداز کیا گیا تھا۔ ان حالات میں دیش راج گپتا کے فیصلے کو اس نکتے پر اتھارٹی کے طور پر نہیں دیکھا جا سکتا۔ یہ دونوں فیصلے دو ججوں کی بینچ نے کیے تھے۔

مذکورہ بالا فیصلے کے نتیجے میں یہ مانا جانا چاہئے کہ کلیانی میں اس عدالت کے دستوری بینچ کے فیصلے کے ذریعہ اپیل میں فیصلے کے لئے شامل واحد نکتہ اپیل کنندہ کے خلاف ہے اور گجرات اسٹیل میں اس کے برعکس ریمارکس لازمی نہیں ہیں۔ موجودہ کیس میں سزا کا حکم 18 نومبر 1981 سے نافذ العمل تھا جب یہ آجر کی طرف سے بنایا گیا تھا نہ کہ 11 دسمبر 1985 سے، جو لیبر کورٹ کے فیصلے کی تاریخ سے تھا۔ لہٰذا اپیل گزار کسی ریلیف کا حقدار نہیں ہے۔

اس کے مطابق اپیل خارج کر دی جاتی ہے۔ بنا اخراجات کے۔

وی۔ایس۔ایس۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.07.16 11:33
I am the author of this document